از مولانا سمیع الحق مدظلہ

قومی ملی یکجہتی کانفرنس خطبۂ استقبالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! قابل صد احترام علماء کرام، راہنمایان دین اور زعمائے ملت!

میں آپ سب حضرات کا دل کی عمیق گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری عرضداشت کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اس خصوصی اجلاس میں شرکت کی دعوت قبول فرمائی یہ اس امر کی دلیل ہے آپ قومی سطح پر پائے جانے والے مسائل کی شدت اور اس ضمن میں دینی جماعتوں کے مثبت وموثر کردار اہمیت سے نہ صرف آگاہ ہیں بلکہ خلوص قلب سے ایسے اقدامات کا عزم بھی رکھتے ہیں جو شدت پذیر کشید کو کم کرنے میں ممد ومعاون ہوسکتے ہیں پاکستان اسلامی نظام کے قیام کے لئے قائم ہوا لیکن مقدور بھر جدو کے باوجود ہم مستقل بنیادوں پر کوئی اجتماعی تحریک بپا نہ کر سکے۔ ہمارے باہمی اتحاد وتعاون کی اکثر کاوش سیاسی نوعیت کی مصلحتوں کے گرد گھومتی رہیں اور رفتہ رفتہ نہ صرف عمومی قومی معاملات میں ہمارا اثر ونفوذ ہوتا گیا بلکہ نظریاتی محاذ پر بھی ہماری آواز کی توانائی کم ہوگئی آج کا یہ اجلاس یقیناً تمام شرکاء کے اخلاص نیت مظہر ہے۔ اس وقت بارہ کروڑ عوام کی نگاہیں اسلام آباد کی طرف لگی ہیں اور وہ اس افق سے ایک آفتاب تازہ کی کی آس لگائے بیٹھے ہیں اور اگر خدانخواستہ ہم قوم کی امنگوں اور وقت کے تقاضوں کا ادراک نہ کر سکے تو ان قوتوں ناپاک عزائم کو یقیناً تقویت ملے گی جو اسلام اور پاکستان کے قلعے کی فصیلوں پر کمندیں ڈالنے کے لئے بے چین ہیں

علمائے محترم

میں اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ ہوں کہ میں ذاتی حیثیت میں نہ تو مسائل کی حقیقی نوعیت کے تمام پہلوؤں احاطہ کر سکتا ہوں اور نہ ہی پیچ در پیچ مسائل کی گتھیاں سلجھانے کی صلاحیت رکھتا ہوں۔ مجھے اس کا بھی دع نہیں کہ میں مختلف مسالک یا فقہی مکاتیب فکر کے درمیان کامل اتحاد ویکجہتی کا کوئی واضح منصوبہ رکھتا ہوں۔ او ہی میرے پاس کوئی ایسا حتمی نقشہ کار ہے جو ہر نوع کے اختلافات کا حتمی اور شافی علاج ہو۔ میں نے تو ت عجز وانکسار کے ساتھ اس نشست کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اور بھرپور دردمندی کے ساتھ آپ جیسے اہل علم وفضل سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ ہمیں حالات وواقعات کی رفتار کا احساس کرتے ہوئے نہ صرف داخلی صور حال بلکہ عالمی تناظر میں بھی اسلام کو درپیش خطرات کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننا ہوگا۔ سوویت یونین شکست وریخت کے بعد مغرب نے باضابطہ طور پر اسلام کو اپنا اگلا ہدف قرار دے دیا ہے۔ اور عالمی سط اسلام کی نظریاتی اساس پر کاری ضرب لگانے کی منصوبہ بندیاں ہو رہی ہیں۔ پاکستان ہمیشہ عالم اسلام کے ا مضبوط قلعہ کے طور پر اپنا کردار ادا کرتا رہا ہے۔ اور آج بھی مادی و نظریاتی حوالے سے یہی سرزمین عالم ا کے مقاصد کی سربلندی اور احیائے اسلام کی فکری آبیاری کا عظیم مرکز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیشتر اسلامی مما میں ریاستی قوت کو اسلامی عناصر سے ٹکرانے کے بعد پاکستان میں بھی ایسی ہی تلخ تاریخ رقم کرنے کا منص بنایا گیا ہے۔ ہمارے دشمنوں کو یقین ہے کہ اگر پاکستان کے نظریاتی حصار میں نقب لگالی گئی تو نیل ساحل سے کاشغر کی خاک تک طوفان مغرب کے سامنے کوئی دفاعی لائن باقی نہیں رہے گی۔

بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ پاکستان کی سیاسی قیادت، چاہے اس کا تعلق حکمران طبقے سے ہے یا حزب اختلاف سے، اس سیلاب بلا کی شدت کو محسوس کرنے یا اس کے سامنے بند باندھنے کے بجائے اس کی راہ ہموار کر رہی ہے کیونکہ اس کے ایوان اقتدار کا راستہ مغرب کی خوشنودی کی غلام گردشوں سے ہو کر جاتا ہے۔ ہمیں یہ باور کر لینا چاہیے کہ نظریاتی محاذ پر مغرب کی یورش کا مقابلہ کرنے کے لئے مصلحت خوردہ اور اقتدار گزیدہ سیاستدانوں کو نہیں، علماء کو ہی صف اوّل میں کھڑا ہونا پڑے گا۔ اور اگر انہوں نے یہ محاذ خالی چھوڑ دیا تو وہ نا مسعود لمحہ آنے میں دیر نہیں لگے گی۔ جس کے بارے میں علامہ اقبال نے کہا تھا کہ

تمہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

حضرات گرامی!

سیاسی قیادت کی بے حضری سے بھی کہیں زیادہ قابل افسوس بات یہ ہے کہ نظریاتی قلعے کی پاسبانی کا دم بھرنے والی دینی قیادت کے اندر بھی یکجہتی وہم آہنگی کی فضا نہیں ہے۔ چھوٹے چھوٹے اختلافات اور جزوی مسائل کی دیواریں کھڑی کر کے ہم نے خود اپنی قوت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ ہم جنہیں عظیم تر ملی مقاصد کے لئے راہبری کا فریضہ ادا کرنا تھا خود بے سمتی کے جنگلوں میں بھٹک رہے ہیں اور اپنے محدود حلقے کے تحفظ و بقاء کو ہی دینی فریضہ قرار دے کر روز بروز کمزور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ تقسیم در تقسیم کے اس عمل نے، سوز دروں رکھنے کے باوجود ہمیں ایسی چوب خشک صحرا بنا کے رکھ دیا ہے جسے آگ لگا کر کارواں اگلی منزل کو روانہ ہو جاتا ہے۔

حضرات گرامی:۔ مجھے یقین ہے کہ میں جس کرب کا اظہار کر رہا ہوں وہ آپ سب کی راتوں کو بھی بے خواب رکھتا ہے۔ آپ کی رگوں میں بھی لہو کی گردش تیز ہو جاتی ہے۔ اور آپ بھی ذمہ داری کے احساس گراں سے لرز اٹھتے ہیں۔ لیکن یہ درد مشترک کسی عمل مشترک کا باعث کیوں نہیں بنتا؟ جب ہماری منزل ایک ہی ہے تو ہم الگ الگ راستوں پر چلنے کے بجائے ایک ہی راہ عمل کا انتخاب کیوں نہیں کر سکتے۔ آخر ہم کب تک یہ اذیتناک تبصرے پڑھتے اور سنتے رہیں گے۔ کہ اسلامی نظام کے لئے بلند بانگ دعوے کرنے والے علماء کے درمیان باہمی اتحاد کے لئے لگن ہے نہ متفقہ لائحہ عمل کا شعور، میرے خیال میں وقت آ گیا ہے کہ ہم تاریخ کے اس چیلنج کا بھرپور جواب دیں اور اس اجتماع کو ملی تاریخ کے ایک نئے سفر کا نقطہ آغاز بنا دیں۔

یا لمناء اللہ فی الارض ——— رہنمایان ملت

جیسا کہ میں نے عرض کیا میں کوئی واضح اور متعین نقشہ کار نہیں رکھتا لیکن چند ایسی تجاویز آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کرنا چاہتا ہوں جو اس نشست میں باہمی غور و فکر کی اساس بن سکتے ہیں

میری تجویز ہے کہ

(۱) علماء کے وہ بائیس نکات جو ہمارے اکابرین نے منظور کئے تھے اتحاد و اتفاق کے نئے عہد کی بنیاد بنائے جائیں ہم از سر نو ان نکات کی تجدید و احیاء کا اعلان کریں اور انہیں زندہ دستاویز قرار دیتے ہوئے اسے نظام اسلامی کے نفاذ کی اساس بنائیں

(۲) دینی جماعتیں ایک دوسرے کے مسلک، عقیدے یا فقہی نقطہ نظر کے بارے میں بیان بازی کرنے کے بجائے صرف اسلام دشمن طاقتوں کو ہدف بنائیں۔

(۳) عوامی سطح پر ایسے اجتماعات منعقد کئے جائیں جن سے تمام مکاتب فکر کے علماء بیک وقت خطاب کریں تاکہ قومی و ملکی یکجہتی کا مظاہرہ کیا جاسکے۔

(۴) ایسے دلآزار لٹریچر سے گریز کیا جائے جو کسی بھی فریق کے لئے اشتعال کا باعث بن سکتا ہے۔

(۵) اس امر پر غور کیا جائے کہ کیا دینی جماعتیں، مشترکہ نکات کی بنیاد پر کسی نظم میں پروئی جاسکتی ہیں۔

(۶) دینی قوتوں کے خلاف دہشت گردی، فرقہ واریت، بنیاد پرستی یا شدت پسندی کے نام پر جاری مہم کا جائزہ لیا جائے۔

(۷) پاکستان میں اسلامی شدت پسندی کے نام پر بیرونی طاقتوں کو مداخلت کی دعوت اور موقع دینے کے مسئلے کا جائزہ لیا جائے۔

(۸) ایک ایسی کمیٹی قائم کی جائے جو ہفتہ یا دس دن کے اندر ایک واضح معاہدہ مرتب کرے جسے تمام جماعتیں منظور کریں اور صدق دل سے اس پر عمل کا عہد کریں۔

(۹) ایک ایسا اعلیٰ اختیاراتی کمیشن تشکیل دیا جائے جو کسی بھی فریق کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراض کا جائزہ لے اور فیصلہ صادر کرے۔

(۱۰) علماء کی طرف سے تیار کردہ معاہدے کو قانونی تحفظ دینے کے لئے حکومت اور حزب اختلاف سے رجوع کیا جائے

حضرات گرامی یہ چند نکات ہیں ظاہر ہے کہ آپ کی طرف سے بھی تجاویز آئیں گی جو ہمارے درمیان اشتراک فکر و نظر کے کسی وسیع تر پلان کا حصہ بن سکتی ہیں۔ میں اپنی معروضات ختم کرنے سے قبل اتنی گزارش ضرور کروں گا کہ اس موقعے کو باہمی رنجشوں کی تفصیلات بیان کرنے اور ایک دوسرے پر الزامات تراشی میں ضائع نہ کیا جائے اگر ہم نے حالات کی نبض پر انگلیاں رکھ کر دور رس فیصلے کرنے کے بجائے اس اجلاس کو بھی دلوں کی میل اور کدورت کے اظہار کا وسیلہ بنالیا تو اس قوم کی تقدیر پر بھی ظلم ہوگا اور اپنے ضمیر پر بھی۔ میں یہ بھی گزارش کردوں کہ آپ اپنے معاملات کی عمومی مصروفیات کو بھلادیں اور اس وقت تک یہاں سے اٹھ کر نہ جائیں جب تک اس قوم کو ایسی نوید نہ مل جائے جو بارہ کروڑ عوام کی آرزو اور خود علماء کی آبرو کی ضمانت ہو اس اجلاس کے لئے ایک دن کی معینہ مدت کو راستے کی روک نہ بنائیں میں غیر معینہ مدت کے لئے اپنی کم مائیگی کے باوجود اس کی میزبانی کے لئے تیار ہوں۔

میں اس دعاء کے ساتھ اپنی مصروفیات ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دین حق کی سربلندی اور اس سرزمین پاک کے استحکام کے لئے تمام آلائشوں سے پاک ہو کر قوم کی امنگوں پر پورا ترنے اور تاریخ ساز فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ملک و ملت کے حق میں بہتر ہوں دینی سیاست اور ملک کے اسلامی تشخص کا مستقبل محفوظ ہو نفاذ شریعت کی منزل قریب ہو جو بدامنی بے یقینی اور پراگندہ خیالی سے پاک ایک پرامن اور خوشحال اور پر اعتماد مستقبل کی بنیاد ہوسکے آمین یا الہ العالمین (سینیٹر مولانا) سمیع الحق

سیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام پاکستان